105644 ـ نمازوں کے بعد انفرادی اور اجتماعی اذکار کرنے میں فرق، اور امام کو ایسا کرنے پر مجبور کرنے کا موقف

سوال

ہمارے شہر میں وزارت اوقاف آئمہ مساجد کو نماز پنجگانہ کے بعد بلند آواز سے دعا کرنے کا التزام کرنے کا حکم ہے، کیا ان کے لیے ایسا کرنا جائز ہے، کچھ سلفی نوجوان امام کے دعا کرنے کے وقت اذکار مکمل کیے بغیر ہی اٹھ جاتے ہیں کچھ تو اٹھ کر دو رکعت ادا کرتے ہیں اور کچھ مسجد سے ہی نکل جاتے ہیں، لیکن میں اپنی جگہ ہی بیٹھا رہتا ہوں اور اذکار مکمل کر کے اٹھتا ہوں، اور ان کے ساتھ مل کر دعا نہیں کرتا، یعنی میں امام کی دعا پر آمین نہیں کہتا، کیا علماء سے کسی عالم دین نے ایسا کرنے کا کہا ہے ؟
اور اگر کسی امام کو ایسا کرنے کا کہا جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

نمازوں کے بعد اذکار کرنا اور اجتماعی ذکر کرنے میں فرق ہے، نمازوں کے بعد اذکار کرنا سنت سے ثابت ہے اور ہمارے معاصر علماء کا بھی یہی قول ہے، لیکن یہ اذکار اور دعائیں بلند آواز سے نہیں کیے جائینگے کیونکہ ایسا کرنے میں نماز ادا کرنے والوں کو تشویش ہوتی ہے.

اور دوسری قسم یعنی اجتماعی طور پر اذکار کرنا بدعت ہے اس کا سنت میں ثبوت نہیں ملتا.

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

نماز کے بعد بیك زبان اجتماعی طور پر اذکار کرنے کا حکم کیا ہے، جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں اور کیا اذکار بلند آواز سے کرنا مسنون ہیں یا پست آواز میں ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" نماز پنجگانہ اور نماز جمعہ سے سلام پھیرنے کے بعد جہری آواز سے اذکار کرنا مسنون ہیں؛ اس کی دلیل صحیحین کی درج ذیل حدیث ہے:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جب لوگ نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے اذکار کرتے "

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: " جب میں یہ اذکار سنتا تو ان کے نماز سے فارغ ہونا معلوم کر لیتا تھا "

لیکن اجتماعی طور پر اذکار کرنا یعنی ایك دوسرے کی نقل کرتے ہوئے سب اذکار کہیں تو اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی، بلکہ یہ بدعت ہے، بلکہ مشروع تو یہ ہے کہ سب نمازی بلند آواز سے اذکار کریں اور اس میں ان کا ابتدا اور انتہاء میں سب کی آواز ملنے کا قصد نہ ہو " انتہی

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (11 / 191).

اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

نماز کے بعد اجتماعی طور پر بلند آواز سے مسنون اذکار کرنے کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" یہ بدعت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت نہیں ملتا، بلکہ سنت میں تو یہ وارد ہے کہ ہر انسان اپنے طور پر استغفار کرے، لیکن سنت یہ ہے کہ نماز کے بعد بلند آواز سے اذکار کیے جائیں.

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

" جب وہ نماز سے فارغ ہوتے تو ذکر بلند آواز سے کرتے جب ان سے سنتے "

یہ اس کی دلیل ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا سنت ہے، لیکن آج اکثر لوگ اس کے خلاف ہیں کہ وہ اذکار پست آواز میں کرتے ہیں، اور بعض لوگ صرف لا الہ الا اللہ بلند آواز سے کہتے ہیں اور سبحان اللہ اور اور اللہ اکبر بلند آواز سے نہیں کہتے! میرے علم میں اس کی سنت میں اس میں فرق کرنے کی کوئی دلیل نہیں ملتی بلکہ سنت تو یہ ہے کہ بلند آواز سے ہو....

اہم اور راجح قول یہی ہے کہ نماز کے بعد مشروع طریقہ پر اذکار کرنے مسنون ہیں،اور اس میں بلند آواز کرنا بھی سنت ہے یعنی اتنی بلند نہ ہو کہ دوسرے کے لیے تشویش کا باعث ہو، کیونکہ ایسا نہیں کرنا چاہیے.

اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جب لوگوں نے خیبر سے واپسی پر بلند آواز سے ذکر کرنا شروع کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" لوگو اپنے آپ نرمی کرو "

لہذا آواز بلند کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اس میں مشقت اور تشویش نہ ہو " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (13 / 261 - 262).

اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

جس مسجد میں ہم نماز ادا کرتے ہیں وہاں جب نماز باجماعت ختم ہوتی ہے تو لوگ اجتماعی آواز میں استغر اللہ العظیم و اتوب الیہ کہتے ہیں، کیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ؟

شیخ کا جواب تھا:

" رہا استغفار کا مسئلہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت ملتا ہے کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوتے تو صحابہ کرام کی طرف منہ کرنے سے قبل تین بار استغفار کرتے.

رہا مسئلہ استغفار کرنے کی ہیئت و شکل کا جس کا سائل نے سوال میں ذکر کیا ہے کہ اجتماعی طور پر کرتے ہیں تو یہ بدعت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ نہیں تھا، بلکہ ہر کوئی اپنے طور پر استففار کرتا، اور صحابہ کرام انفرادی طور پر اجتماعی آواز کے بغیر استغفار کرتے تھے، اور ان کے بعد قرون مفضلہ میں بھی یہی طریقہ رہا ہے.

لہذا سلام کے بعد فی حد ذاتہ استغفار کرنا سنت ہے، لیکن اجتماعی آواز میں کرنا بدعت ہے اس لیے اسے ترك کرنا اور اس سے دور رہنا ضروری ہے " انتہی

دیکھیں: المنتقی من فتاوی الشیخ الفوزان (3 / 72).

مزید آپ سوال نمبر (32443) اور (34566) اور (10491) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

دوم:

جب نماز کے بعد اذکار اور دعائیں بلند آواز سے پڑھنے اور اجتماعی ذکر کے درمیان فرق واضح ہو گیا تو اس سے یہ واضح ہوا کہ امام کے لیے اجتماعی طور پر بیك اور بلند آواز سے اذکار کرنا جائز نہیں، اور نہ ہی اس کے لیے اجتماعی آواز کے ساتھ دعا مانگنا جائز ہے، نماز پنجگانہ کے بعد اجتماعی دعا کی بدعت دو صورتوں میں ہے:

دعا کی پہلی صورت:

سب نمازیوں کا ایك ہی آواز میں دعا کرنا ۔ چاہے وہ نماز کے بعد والی دعائیں ہو یا دوسری ۔.

دوسری صورت:

امام دعا کرے اور نمازی اس کی دعا پر آمین کہیں اور نمازیوں کو اس کا علم ہو اور وہ اس کی دعا کی کا انتظار کریں.

امام شاطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب شرعی دلیل بالجملہ کسی امر کا تقاضا کرے جو مثلا عبادات کے متعلق ہو، تو مکلف بھی اس کو بالجملہ ادا کریگا، جیسے کہ اللہ کا ذکر اور دعا اور نوافل و مستحبات و غیرہ ہیں، جس کےمتعلق شارع کی جانب سے توسع کا علم ہو، تو دلیل اس کے علم کی دو اعتبار سے معاون ہو گی ایك تو معانی کے اعبتار سے، اور دوسرا اس پر سلف کے عمل کے اعبتار سے.

لہذا اگر مکلف اس امر میں کوئی مخصوص کیفیت یا مخصوص وقت یا مخصوص جگہ لائے یا کسی مخصوص عبادت کے ساتھ ملائے اور اس کا التزام کرنا شروع کر دے کہ اس سے یہ خیال ہونے لگے کہ شرعی طور پر یہ کیفیت یا جگہ یا وقت مقصود تھا لیکن اس کی کوئی دلیل نہ ہو تو وہ دلیل اس استدلال کردہ معنی سے دور ہو گی.

مثلا جب شریعت نے اللہ کا ذکر کرنا جائز کیا ہو اور کچھ لوگ اس کو بیك زبان اجتماعی طور پر کرنے لگیں یا پھر باقی سب اوقات کو چھوڑ کر کوئی وقت مخصوص کر لیں اور اس التزام کی شریعت میں جواز کی دلیل نہ ملتی ہو بلکہ شریعت میں اس کے خلاف دلیل ملتی ہو.

کیونکہ شرعی طور پر غیر لازم امور کا التزام کرنے کی شان یہ ہے کہ اس سے تشریع سمجھی جاتی ہے، اور خاص کر ایسے شخص کی جانب سے جبکہ وہ صاحب اقتدا ہو یعنی مسجد کا امام لہذا جب یہ ظاہر ہو جائے اور مساجد میں اس کو شعار بنا لیا جائے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے شعار اور علامات وضع کي ہیں مثلا اذان اور نماز عیدین اور نماز استسقاء اور چاند یا سورج گرہن کی نماز تو بلاشك اس سے اگر اس کی فرضیت نہ سمجھی جائے تو اس کا سنت ہونا ضروری سمجھا جائیگا اس لیے یہ اس کے زیادہ قابل ہے کہ اس کو اس دلیل میں شامل نہ کیا جائے جس سے استدلال کیا جا رہا ہے، تو اس اعتبار سے یہ نئی ایجاد کردہ اور بدعت کہلائیگی.

اس بنا پر ہی سلف نے ان اشیاء کا التزام نہیں کیا، یا اس پر عمل نہیں کیا، حالانکہ اگر یہ قواعد کے مقتضی پر مشروع ہوتے تو وہ اس کے اہل بھی تھے اور زیادہ حقدار بھی؛ کیونکہ شریعت نے بہت سارے مقامات پر ذکر اور دعائیں کرنا مندوب کیا ہے، حتی کہ جتنا کثرت سے ذکر کرنا طلب کیا ہے شریعت نے اس طرح عبادات کے متعلق کثرت سے نہیں کہا.

مثلا الله سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اے ايمان والو! اللہ كا ذكر كثرت سے كيا كرو .

اور ايك مقام پر فرمان بارى تعالى اس طرح ہے:

اور اللہ كا فضل تلاش كرو اور كثرت سے اللہ كا ذكر كرو تا كہ تم كامياب ہو سكو .

ليكن باقى سب عبادات ميں اس طرح نہيں.

اور اس طرح كى دعا بھى اللہ كا ذكر ہے ليكن اس كے باوجود انہوں نے اس ميں كيفيت كا التزام نہيں كيا، اور نہ ہى اسے مخصوص اوقات كے ساتھ مقيد كيا ہے، كہ يہ محسوس ہونا شروع ہو جائے كہ يہ ان اوقات كے ساتھ مخصوص ہے ليكن جسے دليل نےمعين كر ديا ہے مثلا صبح و شام، اور نہ ہى انہوں نے اس ميں سے كچھ ظاہر كيا ليكن وہى جسے شارع نے ظاہر كرنے كا كہا ہے مثلا عيدين ميں تكبيريں اور اس كے علاوہ ميں وہ خفيہ اور پست آواز ميں كہتےتھے..

لہذا جو بھى اس اصل كى مخالفت كريگا تو اس نے اول تو مطلق دليل كى مخالفت كى، كيونكہ اس نے اس ميں رائے كے ساتھ مقيد كيا ہے، اور سلف رضى اللہ عنہم كى بھى مخالفت كى جو اس سے زيادہ شريعت كا علم ركھتے تھے"

ديكھيں: الاعتصام (1 / 249 ـ 250).

اور شيخ بكر ابو زيد حفظہ اللہ كہتے ہيں:

" اجتماعى ذكر: اس شكل اور ہئيت كا قاعدہ اور اصول جس كى جانب اس كا حكم لوٹتا ہے وہ يہ كہ:

ايك ہى آواز سے پست يا بلند آواز سے كوئى معين ذكر كرنا چاہے وہ حديث سے ثابت ہو يا ثابت نہ ہو، اور چاہے وہ سب كى جانب سے ہو يا وہ كسى ايك شخص كے كہنے كے بعد كر رہے ہوں اور ہاتھ اٹھائيں يا نہ اٹھائيں يہ وصف اور شكل شرعى دليل كے محتاج ہيں جو كتاب و سنت سے اس كے جواز پر دلالت كرتى ہو.

كيونكہ يہ عبادت ميں داخل ہے اور عبادات توقيف اور اتباع و پيروى پر مبنى ہيں نہ كہ اپنى جانب سے ايجاد و اختراع پر؛ اس ليے ہم نے كتاب و سنت سے دلائل ديكھے تو ہميں اس شكل پر كوئى دليل نہ ملى، تو اس سے يہ ثابت ہوا كہ شريعت مطہرہ ميں اس كى كوئى اصل نہيں ملتى اور جس كى شريعت ميں اصل اور دليل نہ ملتى ہو وہ بدعت ہے؛ تو پھر اس طرح يہ اجتماعى ذكر اور دعا بدعت ہوئى، نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى اقتدا و پيروى كرنے والے ہر مسلمان شخص كو اسے ترك كرنا چاہيے اور اس سے بچنا چاہيے اور اس كے بدلے وہ مشروع طريقہ كا التزام كرے

"

دیکھیں: تصحیح الدعاء (134).

امام - اور باقی سب اماموں - کو چاہیے کہ وہ کوشش کریں کہ اوقاف اس کو ختم کرے، اور اس سلسلہ میں وہ وزارت اوقاف کو سنت نبویہ کے التزام کرنے کی نصیحت کریں.

تعلیم کی غرض سے امام کے لیے جائز ہے کہ وہ نماز پنجگانہ کے بعد نماز کے بعد سنت سے ثابت شدہ اذکار بلند آواز سے کرے، اور دعا کرے اور نمازی اس کی دعا پر آمین کہیں لیکن یہ صرف تعلیم کی غرض سے ہو گا نہ کہ فی ذاتہ فعل کی مقصد سے، اور یہ اوقاف سے چھٹکارا حاصل کرنے کا بھی وسیلہ بن سکتا ہے اور لوگوں کی تعلیم کا بھی اور تالیف قلب بھی حتی کہ جب وہ سنت کو سمجھ لیں تو امام بھی بلند آواز سے کہنا چھوڑ دے اور نمازی بھی چھوڑ دیں.

ہمارے بھائی اسی طرح آپ جو جماعت کے ساتھ بیٹھے رہتے ہیں اور اکیلے ہی اذکار مکمل کرتے ہیں وہ ان شاء اللہ اچھا اور بہتر معاملہ ہے، اور آپ کے دوسرے نوجوان بھائی جو اٹھ کر چلے جاتے ہیں اور اجتماعی دعا میں شریك نہیں ہوتے اگر تو اس کے نتیجہ میں مسجد کی جماعت میں کوئی خرابی پیدا ہوتی ہو، یا پھر دلوں میں نفرت اور نمازیوں کے دلوں میں بغض پیدا ہونے کا خدشہ ہو تو پھر اولی اور بہتر یہی ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہیں اور اکیلے ہی اپنے اذکار مکمل کر لیں.

لیکن اگر ان کے جانے سے مسجد کی جماعت میں کوئی خرابی و فتنہ پیدا نہیں ہوتا تو ان کے اس عمل میں ان شاء اللہ کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ مشروع ہے، اور اگر ان جانے والوں میں کوئی ایسا شخص ہو جس کی اقتدا کی جاتی اور بات مانی جاتی ہے اور اس کے جانے سے اس فعل کو روکا جا سکتا ہے تو اس کے حق میں مشروع یہی ہے کہ وہ وہاں سے نکل جائے اور لوگوں کوسنت کی تعلیم دے.

خلاصہ یہ ہے کہ:

نماز کے بعد اجتماعی دعا سنت کے مخالف ہے؛ اور اس جگہ سے نکل جانا مشروع عمل ہے، خاص کر اس شکل میں بلند آواز کرنے سے جو نمازیوں کو تشویش ہوتی ہیں؛ لیکن اکر وہاں سے نکل جانے کے نتیجہ میں کوئی خرابی و فساد پیدا ہوتا ہو وہاں بیٹھنا اولی و بہتر ہے اور آپ خود اذکار مکمل کریں حتی کہ وہ جماعت فارغ ہو جائے.

واللہ اعلم .